ہزاروں سال پیشتر کے لیڈر

اور

ہمارے لئے درسِ عبرت وموعظت

(۲)

(از مولوی عبدالجلیل صاحب رحمانی)

اس کے قبل اسی سلسلہ کی ایک تمہیدی کڑی آپ کے سامنے پیش کرچکا ہوں۔ جس میں سات آئتیں مختلف مقامات کی پیش کی تھیں جن میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر مختلف پیرایے میں کیا گیا تھا۔ آج میں ان بصیرتوں اور نصیحتوں کا جو انسانی زندگی کیلئے تذکرہ آدمؑ کے ماتحت اللہ نے مضمر کر رکھا ہے۔ ایک اجمالی خاکہ ناظرین محدث کی خدمت میں پیش کرنیکا شرف حاصل کررہا ہوں ع گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

مسلمانانِ عالم کے نصب العین کی صحیح تعیین اور جملہ استفہامیہ "مسلمان کیا کریں؟" کا صحیح جواب یہ ہے کہ انبیاء اور رسل داعیانِ حق اور پیغمبرانِ خدا کے اسوۂ حسنہ اور احوال زندگی کو اپنے لئے نمونہ عمل بنائیں اور اسی شاہراہ عمل اور صراط مستقیم پر سرعت کیساتھ گامزن ہوجائیں جس پر انسانوں کے مقدس گروہ نے چلکر رشد وہدایت، خیر وبرکت، اور اپنی رہبری، وریفارمری اور پیغمبرانہ جاہ وجلال کا ایسا ابدی نقش ہمارے لئے پیدا کردیا جسکو زبان وحی نے آج سے چودہ سو سال پیشتر "کتاب مبین" میں لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ (ان انبیاء کے واقعات میں عقلمندوں کیلئے عبرت ہے) کے سنہرے عنوان سے پکار کر ہمیں ان کے واقعات اور احوال زندگی سے عبرت حاصل کرنیکی دعوت دی چونکہ نبوت آدمؑ اور رسالت ابوالبشر کے مسئلہ کی تحقیق ضروری ہے تاکہ آپ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ بن سکے کیونکہ جتنے انبیاء گذرے ہیں سب کے سب اسی حیثیت نبوت ورسالت ہی کے اعتبار سے ہمارے لئے نمونہ عمل بن سکتے ہیں، خواہ کالڈیا اور مقام اُور کا انقلابی نوجوان ہو چاہے ناصرہ کا نوجوان اسرائیلی چاہے پیر کنعان اور مصری غلام ہو یا شاطئہ ایمن، وادی مقدس اور بقعہ مبارکہ کا مقدس چرواہا۔ سلیمانِ اعظم کیا اور کیا نینوا کا ریفارمر۔ دنیا جہان کا کوئی نبی ہو۔ یہ سب کے سب من حیث النبوت ہی ہمارے لئے اسوۂ عمل ہوسکتے ہیں اور ہمارے ہر ایک مرض کا علاج ان کی زندگی میں مل سکتا ہے ؎

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم ؛ اذا جمعتنا یا جریر المجامع

ہمارے پیشوایانِ دین کا یہ وہ مقدس گروہ ہے جسکی نظیر نہیں۔ اسلئے نہایت اختصار کیساتھ نبوت آدمؑ کیمتعلق کچھ لکھنا ضروری ہے۔ وھو ہذا

نبوت آدم علیہ السلام ۔ اگرچہ قرآن کریم کی کسی آیت میں تصریح کیساتھ لفظ نبوت ورسالت کے ساتھ سیدنا آدم علیہ السلام کو متصف نہیں کیا گیا ہے جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا۔ أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا۔ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ۔ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا۔ وَإِلَى

سورہ پ ۱۳ ع ۶۔

ثمود اخاھم صٰلحًا جیسی آیات میں صریحی طور پر مختلف انبیا ر کی نبوت و رسالت کا ذکر ہے اگرچہ ہمیں اس قسم کی تصریح آدم علیہ السلام کیمتعلق نہیں مل سکی جو بطریق عبارۃ النص آپ کی نبوت پر دال ہو۔ تاہم بہت سی متعدد آیات سے آپکی نبوت کیطرف اشارہ نکلتا ہے مثلاً سورہ بقرمیں فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ۔ اللہ نے آدمؑ کو تمام مسمیات کے اسمار جنمیں شرائع اور احکام سب کا عموم ہے سکھلا دیا یٰاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ۔ اے آدم تو فرشتوں کو بتلادے۔ بصیغۂ خطاب وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ الخ (اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو) فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات لئے پھر اللہ نے ان پر رجوع کیا) سورہ طٰہٰ میں فرمایا ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى (پھر اللہ نے ان کو برگزیدہ بنایا اور ان کی توبہ قبول کی اور ہدایت دی۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا (اللہ نے چن لیا آدم کو اور نوحؑ کو) مشتے نمونہ از خروارے۔ یہ چند آیات نقل کردی گئیں۔ نیز انہی جیسی دیگر آیات سے جنمیں آدم علیہ السلام کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے کہ آسمانی احکام پر تمہارے فرزندان میں سے جس نے عمل کیا اس کے لئے جنت ہے ورنہ جہنم۔ نیز اپنے فرزندوں کو احکام وشرائع کی تعلیم دینا اور اس زمانہ میں کسی غیر نبی کا ہونا بھی دلیل مبین ہے کہ آپ وحی ربانی سے اس فریضہ کو انجام دیتے تھے چنانچہ اجماع امت اور احادیث سے بھی آپ کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے اسی لئے کتب کلامیہ میں آپ کے منکر نبوت کی تکفیر کیگئی۔ رمضان آفندی ص۲۷۹ اس مقام کی تفصیل کیلئے عقائد نسفی کی شروح دیکھو۔ آپ کی نبوت کے بعض منکر بھی تھے (کتب کلامیہ) اس عصر میں کسی ایسے مسلم طائفہ کا مجھے علم نہیں اگر کسی کو شک ہو تو آپ کی نبوت پر جو اعتراض ہے اس کا جواب فتح الباری جزء ۲۷ ص۱۹۵۔ نووی جلد ۱ ص۱۰۸ اور مسند احمد کی روایۃ کو مشکوٰۃ جلد ۲ ص۵۱۱ پر دیکھ لے۔

بصائر وحکم ۔ سیدنا وابونا آدم علیہ السلام کے واقعہ تخلیق میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور مقامات سبعہ مذکورہ میں جو نکات ورموز، کنہ وحقائق مضمر ہیں۔ ان پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ سورہ بقرمیں فرمایا اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً الخ یعنی میں خلافت ارضی کیلئے ایک انسان پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اے فرزندان آدمؑ اور اے وارثان خلیفۃ اللہ کبھی تم نے اس مسئلہ پر غور کیا اللہ نے تمہارے جد اعلیٰ کو منصب خلافت ارضی کا حامل اور علمبردار لوائے خلافت بناکر کیوں مبعوث کیا۔ خاموش کیوں ہو جواب دو کہ ہمیں کتاب منیر کے بحر ناپیدا کنار کی غواصی کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ ہم تو دنیائے دنی کی جاہ طلبی اور اوکسفورڈ کیمبرج کی ڈگریوں کیلئے سرگرداں رہے۔ یورپین مدنیت اور خداوندان یورپ کی کورانہ تقلید نے خاکروبان دربار نبوت اور کفش برداران محمدؐ عربی علیہ الوف التحیۃ۔ عبداللہ بن عباس اور ابن مسعود کی اقتدا کا موقعہ ہی نہیں دیا۔ ہم کو تو الحاد وزندقہ کے خوشنما باغات کی سیر وتفریح سے ایک دم کیلئے فرصت ہی نہیں ملی کہ چلکر گلزار محمدؐ اور چمنستان اسلام اور قرآن کریم کے روضۂ ندیہ کی سیر کرتے، اگر اس مسموم فضا نے تمہارے افکار واذہان میں افسوسناک تعطل پیدا کردیا ہے اور تمہاری قوت فکریہ سلب کرلی ہے تو آؤ میں تمہیں تبلاؤں اس میں راز کیا ہے؟ شاید تم نے خلیفہ کی اصلیت لغویہ پر غور کیا ہو۔ اسکی جمع خلفا آتی ہے اور خلافت سے ماخوذ ہے جو امارۃ اور نیابۃ عن الغیر کیلئے مستعمل ہے۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور اس جیسی بہت سی ترکیبیں دیکھی سنی ہونگی۔ خالق الارض والسموات نے ابونا آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ بناکر بھیجا تاکہ کرہ ارضی کو زمزمۂ توحید اور آسمان وزمین کی اس فضائے بسیط کو نعرۂ حق سے بھردیں۔ قبل ازیں معمورۂ عالم میں جنوں کے وجود سے جو ہرج مرج، تخریب وافساد، قتل وہنگامے۔ انتہاک محارم اللہ کا

بازارگرم تھا۔ جسکے خوفناک اور بھیانک مناظر کو دیکھکر ملاءاعلیٰ کے قدوسیوں نے بھی تخلیق آدمؑ کے واقعہ پر اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ الخ[۱] (اے اللہ کیا تو زمین میں ایسی مخلوق پیدا کریگا جو اس میں فساد اور خونریزی کرینگے) سے استعجاب ظاہر کیا۔ ایسے وقت میں ابونا آدم علیہ السلام کا منجانب اللہ خلیفہ بنکر تشریف لانا اور پھر مدۃ العمر تک احکام ربانی، شرائع دینی، اور فرائض مذہبی۔ حقوق انسانی، تہذیب اخلاق اور تہذیب منزل کی پاسبانی۔ تربیت اولاد۔ کسب حلال۔ زہدوعبادت۔ تسبیح تہلیل۔ ریاضت وانابت، وغیرہ میں سرگرم عمل رہ کر منشاء ایزدی کی تکمیل کرکے اور خلافت ارضی کا پیغمبرانہ فریضہ انجام دیکر جب ہی تشریف لیجانا یہ اسوہ حسنہ ہماری رہبری کرتا ہے کہ ہم بھی محارم اللہ کی حفاظت۔ شرائع اور احکام دین کی تبلیغ، فرائض شرعیہ کے نشرواشاعت، قوانین ربانی کے نفاذ میں اپنے اس مورث اعلیٰ کے وارث ہیں۔ خلافت ارضی کے حقدار، حکومت وسلطنت خلافت کبریٰ اور امامت کے مستحق ہم ہی ہیں۔ آہ اے فرزندان اسلام اور اے وارثان آدمؑ کاش تم نے غور کیا ہوتا۔ تم اپنے جد اعلیٰ کی وراثت سے کیوں محروم الارث ہوگئے۔ اللہ نے تو ابونا آدمؑ کو خلیفہ پکارکر تمہاری وراثت خلافت کی طرف اشارہ کردیا تھا مگر شومئی قسمت کی وجہ سے کون ایسا حاجب پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہوگئے۔ آخری صحیفہ سماوی نے اس حاجب اور علت مانعہ کا ذکر یاں الفاظ پیش کیا ہے کاش ہم اس پر غور کرکے اپنی بدبختی کا علاج کرتے۔ ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ الخ[۲] یعنی اگر ساکنان ارضی جوہر ایمان سے مزین ہوجائیں تو ہم آج بھی فضل وکرم جودوسخا۔ بخشش وعطا۔ رحمت ورافت۔ انعامات واکرامات۔ دولت وثروت سے انہیں نواز سکتے ہیں۔ ہمارے خزانۂ غیب میں کوئی کمی نہیں۔ دوسری جگہ یوں ارشاد ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ[۳] یعنی اللہ نے ان مومنین کاملین سے خلافت ارضی عطا کرنیکا وعدہ کررکھا ہے جنھوں نے ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کئے۔ اے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ[۴] (اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا) پر یقین رکھنے والو اور اے رحمت باری سے ناامید ہونیوالو تم نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔ تم نے تنظیم مسلمین کا ڈھونگ رچایا ہے۔ حالانکہ تمہارے اعمال بذات خود سیاہ تر ہیں تم نے اصلاح عمل سے منہ چرایا پھر بھی اپنی آواز میں تاثیر اپنے کلام میں جاذبیت۔ اپنے فعل میں رسوخ اپنے قدم میں ثبات اور سب سے اخیر میں خلافت عظمیٰ اور امامت کبریٰ کی یاد و تمنا میں بے خود ہورہے ہو۔ کیا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ[۵] (تمہارے ہی لئے سربلندی ہے اگر مومن ہوجاؤ) پر غور نہیں کیا۔ کاش تم ہمارے ساتھ اس عقیدہ پر اتحاد کرتے ہم میں تم میں بہت بڑا فرق ہے ؎

نزلوا بمكة في قبائل هاشم ٭ ونزلت بالبيداء ابعد منزل

یعنی مقصود یہ ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان بعد المشرقین ہے ہماری اور تمہاری روش باہم مختلف ہے وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ الآیۃ[۶] (اللہ تم کو زمین کے خلفاء بنائے گا) کی پیشینگوئی کو دیکھو۔ کرۂ ارضی کی خلافت اور ملکی وراثت کا حظ وافر کسے ملا تھا۔ کیا بنو امیہ نے سالہا سال تک پایۂ تخت دمشق میں نہایت شان وشوکت، سطوت وصولت، جاہ وجلال اور کروفر کیساتھ حکومت نہیں کی تھی؟ کیا غلامان رسول عربی ہاشمی خاندان بنی العباس نے . . . صدیوں تک عروس البلاد بغداد پر فرمانروائی نہیں کی؟ اور پھر کیا سرزمین عراق جنت نشان پر مامون اعظم کا تخت اجلال نہیں

[۱] پ ۱ س بقرہ ع ۴ [۲] پ ۹ س اعراف ع ۲ [۳] پ ۱۸ س نور ع ۱۳ [۴] پ ۴ س آل عمران ع ۹ [۵] پ ۴ ع ۵ [۶] پ ۲۰ س نمل ع ۱

بچھایا جاتا تھا اور ہارون الرشید کی سنہری کشتیاں دریائے دجلہ میں کیا نہیں تیرتی تھیں، مدائن وکلدان، بابل ونینوا کے مدفون خزانے ان کے سپرد نہیں کئے گئے تھے، کیا اموی ہی نہیں تھے، جنھوں نے غرناطہ ہسپانیہ میں صدیوں تک حکومت کی تھی اور پھر کیا وارثان آدم ہی نہ تھے۔ جنھوں نے اندلس۔ مصر۔ سسلی۔ جاوا۔ سماٹرا۔ چین۔ افریقہ۔ قسطنطنیہ، عراق۔ خراسان ترکستان، ایران۔ سیستان۔ ہندوستان۔ کابل۔ الجزائر۔ ٹیونس۔ مراکش۔ زنجبار۔ سائپرس۔ کریٹ۔ اور بحر الکاہل کے مغربی کنارے سے لیکر ہوانگ ہو کے مشرقی کنارے اور اللہ کی وسیع زمین کے ایک ایک گوشہ تک اپنی حکومت وسلطنت، خلافت ونیابت کا آوازہ پہنچا دیا تھا۔ جب خلفاء بنی امیہ نے احکام دین اور شرائع اسلام میں تہاون وتکاسل سے کام لینا شروع کیا تو اللہ نے ان کی صد سالہ حکومت وسلطنت کا خاتمہ کرکے تخت خلافت پر بنی العباس کو لابٹھایا اور فریضہ خلافت ونیابت کی ذمہ داری انہی کے سر ڈالی گئی۔ لیکن جب انھوں نے بھی فرائض مفوضہ کی انجام دہی اور خلافتِ ارضی کی ادائیگی میں صدیوں بعد کوتاہی شروع کردی تو پھر عبداللہ بن العلقمی اور خواجہ نصیر الدین طوسی شیعی کی باہم ریشہ دوانی کے ذریعہ اور فتنۂ تاتار کے ہولناک سیلاب سے انکے بھی جاہ وجلال کا خاتمہ کرادیا اور پھر عنان خلافت تیسروں کے ہاتھ میں دیدی گئی۔ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا[ف] يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (سورہ محمد) اس آیت میں جہاد حریت اور اعلاء کلمۃ اللہ سے منہ چرانے والوں کو خطاب کرکے فرمایا گیا۔ اگر تم پشت پھیر بیٹھوگے تو تمہاری جگہ دوسری قوموں کو ابھاروں گا جو تم جیسی نہ ہونگی، اللہ کے قانون استخلاف کو دیکھو کس طرح غوری۔ خلجی، سوری، ترک۔ مغل، اور کرد نے یکے بعد دیگرے اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ اور خلافت ارضی کی خدمات جلیلہ اس آیۃ کے ماتحت انجام دیا" یہ ہے وہ درس عظیم اور عبرت وموعظت جو خلافتِ آدمؑ سیدنا میں مضمر ومستقر ہے پردیکھنے کیلئے بصارت وبصیرت کی روشنی چاہیئے۔

عبرت ثانیہ ۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ الخ (ترجمہ) ہم نے ملاء اعلیٰ کے قدوسیوں کو آدم ابوالبشر کی تعظیم وتکریم اور اسکے آداب بجالانے کا حکم دیا" اے فرزندان مسجودِ ملائکہ کبھی تم نے اس آیت کریمہ پر غور کیا اللہ نے نظام کائنات ارضی کے اولین ہی دور میں تمہارے مرتبہ عظیمہ اور رفعت شان، درجہ رفیعہ اور بلندی قدر کیطرف کس طرح اشارہ کیا اور کیوں اشارہ کیا؟ آہ تم نے غور وفکر سے کام نہیں لیا ورنہ اس آیت نے تو ایک بہت بڑے عقیدہ شرعی اور بنیادی مسئلہ پر ایسی روشنی ڈالی ہے کہ فلاسفۂ یونان۔ نیز معتزلہ۔ اور بعض اشاعرہ نے ارواح مجردہ ملائکہ کی تفضیل کا جو قول اختیار کیا ہے اس کی کھلی ہوئی تردید تم کو ملجاتی اور تم دیکھتے کہ آیۃ نے کس طرح انسان کی فضیلت ملائکہ پر ثابت کی ہے جیسا کہ جمہور اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے۔ ورسل البشر افضل من رسل الملائكة ورسل الملائكة افضل من عامة البشر وعامة البشر افضل من الملائكة۔ رمضان آفندی ص۳۱۵ یعنی انسان میں انبیاء اور رسل کا درجہ بڑھا ہوا ہے ملائکہ کے اندر جو انبیاء اور رسل ہیں ان سے، اور فرشتوں میں جو رسل ہیں وہ عامہ مومنین سے افضل ہیں اور عامہ مومنین عام ملائکہ سے افضل ہیں۔ اگرچہ بسط وتفصیل کے ساتھ معہ دلائل وبینات[ف] اس موضوع پر یہاں بحث کی گنجائش نہیں۔ تاہم سرسری طور پر فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ[ف]، وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[ف]، هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ[ف]، اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا الخ[ف] وغیرہا آیات بالا پر نظر ڈال جایئے اور مزید تفصیل کیلئے تفسیر کبیر کی ورق گردانی کیجئے۔" یہاں پہ

ف پارہ ۲۶ ع ۸۔ ف ۲ پ ۲۳ ع ۱۴۔ ف ۳ پ بقرہ ع ۴۔ ف ۴ پ ۱۵ ع ۷۔ ف ۵ پ ۳ ع ۱۲۔

ہم تو صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کس فضیلت اور کس شرف و مرتبہ کی وجہ سے ابونا آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہوگئے تاکہ ہم بھی دنیا کے اس اولین ریفارمر اور اول البشر کی زندگی سے عبرت حاصل کریں۔ قرآن کی روشنی اور ملائکہ و اللہ کی باہم گفتگو سے ہمیں معلوم ہوا ہے چونکہ سیدنا آدم علیہ السلام جواہرات علمیہ اور دولت معرفت اور حقائق اشیاء کے عرفان سے مالا مال تھے اسی لئے اُس امتحان گاہ ازل میں ملائکہ مقربین اور جمیع ارواح مجردۂ ملکوتیہ علویہ کو سر نیچا کرنا پڑا اور . . . . لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (ہم کو بس اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے سکھایا ہے) سے اپنی کم مائگیِ معرفت اور بیکسی علم و عرفان کا اقرار کرنا پڑا۔ مشیت ایزدی کے رمز خفی اور حکمت بلیغہ پر استعجاب اور استنکار کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔

اے اُس عارف و عالم کے فرزندو! تم نے اس مورث عرفاں و معرفت کی وراثت علمیہ سے کیا حاصل کیا۔ یہاں پر کس عائق و حاجب نے تم کو اس وراثت آبائی سے محروم کردیا۔ کس کی شمشیر استبداد نے تم کو اس نعمت عظمیٰ اور دولت جاودانی کی تحصیل سے روک دیا۔ خدا کے لئے جواب دو اور صاف صاف کہدو ہم خود اپنی شومیٔ قسمت سے سب کچھ کھو بیٹھے۔ ہم کو تو اسلام کے خزانۂ علم میں کوئی جوہر آبدار نظر ہی نہیں آیا ہم تو صرف خداوندان یورپ کے علوم و تحقیقات۔ اکتشافات و اختراعات کے شیدا اور نذر فرنگ ہوکر رہ گئے، اگر واقعہ نفس الامری یہی ہے تو پھر ہم تم کو مشورہ دینگے تم اپنے خیالات بند کرو اور اپنے معلومات میں مزید اضافہ کرو۔ عصبیت کی عینک آنکھ سے اور مغربی کورانہ تقلید کا قلادہ اپنی گردن سے نکالو۔ پھر دیکھو اس خزانۂ حکمت میں زید بن ثابتؓ۔ علی مرتضیٰؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، رازیؒ و ابن سینا، طوسی و ابو نصر۔ غزالیؒ و حسنؒ، بخاریؒ و مسلمؒ ابو داؤد و نسائی۔ قزوینی و ترمذی وغیرہ جیسے کتنے جواہرات اور گرانقدر ہیرے موجود ہیں۔ اسی بحر ناپیدا کنار ہی کے تو غواص ہیں جنھوں نے آسمان کے ستاروں کو سیارات و ثوابت، بروج فلک، دوائر سماء، عرض البلد، اور کرۂ ارض کے طول و عرض و دریا کی تہ کو کھنگال ڈالا تھا، بغداد، و اندلس قرطبہ و غرناطہ کے کوثر علوم ہی تھے جن کے فیض عمیم سے اقوام عالم نے اپنے اپنے دامان مقصود پر کرلیا تھا۔ پھر آخر بات کیا ہے؟ تم نے اس وراثت میں حصہ نہیں لیا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنھوں نے آج بھی اس صفحۂ ارضی پر ہزاروں درہزار ایسے کوثر علوم قائم کر رکھے ہیں جن سے ایک طالب صادق۔ متلاشیٔ حق اور تشنۂ معرفت بہت کچھ سیرابی حاصل کرسکتا ہے لیکن افسوس کہ تم نے بذات خود غفلت اختیار کی تم نے اپنے ننھے بچوں کو انسانیت سوز بھٹیوں میں جھونک دیا۔ عیسائیت اور مسیحیت کی ان قربان گاہوں کی بھینٹ اور نذر دہریت کر کے اسلام سے بہت بڑی عداوت کی۔ کاش اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ اور اپنی بگڑی بنا کر اسلام کا وقار قائم کردو، دیکھو اپنے مورث اعلیٰ سیدنا و نبینا آدم علیہ السلام کے وارثان علوم نے علم و عرفاں کی بدولت عروج و ارتقا کی کس منزل تک اپنے آپ کو پہنچا دیا تھا، تہذیب و تمدن کا وہ کون گہوارہ تھا جسمیں انھوں نے آرام نہ کیا ہو، زمین کا وہ کونسا گوشہ اور کونسا چپہ تھا جہاں ان کا نام بلند نہیں ہوا۔ کیا افریقہ کے تپتے ہوئے میدان۔ حبشہ کے ممالک میں ان کی عظمت و سطوت کا سکہ نہیں جما؟ لیکن آہ تم تو حکومت و سلطنت کیلئے روتے ہو، سونے اور چاندی ہیرے اور جواہر کا ماتم کرتے ہو۔ مگر اپنے علمی خزانوں کے لٹنے اور علمی گہواروں کے تاراج ہوجانے کا غم نہیں مناتے"۔

حالانکہ مرحوم اقبال جیسا حکیم بالغ النظر فلسفی کہتا ہے ؎

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ ایک عارضی شے تھی — نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی — جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

(باقی)